دعا کے بعض فقہی و علمی پہلو

حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ
مدرس و مفتی دار العلوم حقانیہ

دعا کے آداب

دعا عبادت ہے | نماز روزہ کی طرح دعا بھی ایک عبادت ہے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: الدُّعَاءُ هُوَ العِبَادَةُ (الترمذی) یعنی دعا عبادت ہے ـــ نیز اللہ تعالیٰ نے دعا کو عبادت فرمایا ہے۔ ارشاد ہے: قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ وَمَنْ يَسْتَكْبِرُ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔ ترجمہ: مجھے پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔ اور جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں۔ وہ ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے ـــ

صرف یہی نہیں بلکہ دعا ایک عظیم عبادت ہے۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں: الدُّعَاءُ مُخُّ العِبَادَةِ (ترمذی شریف) ترجمہ: دعا عبادت کا مغز ہے یعنی کامل عبادت ہے ـــ کیونکہ عبادت اس تعظیم اور عاجزی کا نام ہے۔ جو کہ کسی ذات کے لئے تسلط غیبی من حیث العلم والقدرۃ کے اعتقاد پر کیا جائے۔ اور دعا کرنے میں یہ حقیقت واضح طور سے موجود ہے۔ لہٰذا دعا مخ العبادت ہوگی۔

دعا تقدیر سے متصادم نہیں ہے | بعض اذہان میں یہ بات آجاتی ہے کہ چونکہ تقدیر میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا دعا کرنا عبث ہوگا۔ لیکن یہ زعم فاسد ہے۔ کیونکہ جو چیز عبادت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطلوب ہو۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معمول رہا ہو۔ تو وہ کسی طرح عبث میں شمار نہیں ہوسکتی۔ نیز دعا بھی ایک سبب اور ذریعہ ہے۔ تو عالم اسباب میں جس طرح دیگر اسباب کا ارتکاب تقدیر سے متصادم نہیں ہے تو اسی طرح دعا کا توسط بھی تقدیر سے متصادم نہ ہوگا۔

دعا کے آداب | دعا کے لئے بہت سے آداب ہیں۔ جن کی رعایت حسب تفاوت درجات اہم ہوگی۔

۱۔ اول یہ کہ ہاتھ اٹھائے۔ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ

فی الدُّعاءِ (بیہقی) ترجمہ: پیغمبر علیہ السلام دعا کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے ——— لیکن نماز میں دعا کرنے کے وقت ہاتھ نہ اٹھائے گا۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ۔ (ابن شیبۃ) ترجمہ: پیغمبر علیہ السلام نماز سے فارغ ہونے سے قبل ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

۲۔ یہ کہ حمد و صلوٰۃ پڑھے۔ اِذَا صَلَّیْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللّٰہَ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَصَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُہٗ۔ (ابی داؤد شریف) ترجمہ جب تم نماز پڑھے اور دعا کے لئے بیٹھے تو اللہ تعالیٰ کا شایانِ شان حمد و ثنا کر، اور مجھ پر درود پڑھو۔ اور اس کے بعد دعا کرو۔

۳۔ یہ کہ جائز سوال کرے۔ گناہ کا سوال نہ کرے۔ یُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَۃِ رَحِمٍ (مسلم شریف) ترجمہ: بندہ کا درخواست قبول کیا جاتا ہے۔ جب تک گناہ اور قطع رحمی کا سوال نہ کرے۔

۴۔ یہ کہ پورے حضور اور توجہ سے دعا کرے۔

۵۔ یہ کہ اجابت کا یقین اور اعتقاد رکھے۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے۔ کہ اُدْعُوا اللّٰہَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَۃِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاہٍ (ترمذی شریف) یعنی مقبولیت اور اجابت کا یقین کرتے ہوئے دُعا کرو۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ ایسے دل کی درخواست منظور نہیں کرتا ہے۔ جو کہ غفلت اور لعب میں مبتلا ہو۔

۶۔ عزم اور اصرار سے دعا کرے۔ اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلَا یَقُلْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ اِنْ شِئْتَ وَلْیَعْزِمْ مَسْئَلَتَہٗ (بخاری شریف) ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے۔ تو ایسا نہ کہے۔ کہ اللہ مجھے بخش دے اگر تو چاہے۔ بلکہ عزم سے سوال کرے۔

۷۔ یہ کہ دُعائیہ کلمات کو تین دفعہ تکرار کرے۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُعْجِبُہٗ اَنْ یَّدْعُوَ ثَلٰثًا۔ (مسلم شریف۔ ابوداؤد شریف)۔

۸۔ یہ کہ قبولیت کے لئے جلد بازی نہ کرے۔ بلکہ حوصلہ اور ہمت کو بلند رکھے۔ یُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ یَسْتَعْجِلْ۔ ترجمہ: بندہ کی درخواست قبول کی جاتی ہے۔ جب تک کہ عجلت نہ کرے۔

۹۔ یہ کہ دعا ہیئت اجتماعی سے ہو۔ لقولہٖ تعالیٰ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا وَکَانَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یَدْعُوْ وَھَارُوْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یُؤَمِّنُ۔ (قرطبی عن ابی العالیہ ص۳۷۵۔ ج)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے فرمایا۔ کہ تمہاری درخواست قبول کی گئی۔ اور انکی

دعا ہیئت اجتماعی سے تھی۔ کہ موسیٰؑ دعا فرماتے اور ہارونؑ آمین فرماتے۔ اور مسلم شریف میں ہے کہ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَىٰ بِهِمْ جَلِيسُهُمْ ۔یعنی ذاکرین کی جماعت وہ قوم ہے۔ جن کا ہم نشین محروم نہیں رہتا ہے۔ اس حدیث میں ذاکرین کی جماعت میں شرکت کی ترغیب ہے۔ وَلَا يَجْتَمِعُ مَلَأٌ فَيَدْعُوا بَعْضُهُمْ وَيُؤَمِّنُ بَعْضُهُمْ إِلَّا أَجَابَهُمُ اللّٰهُ۔ (حاکم۔ کنز الاعمال) ترجمہ: جب ایک گروہ میں سے بعض دعا کریں۔ اور بعض امین کہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول کرتا ہے۔

مَا اجْتَمَعَ ثَلٰثَةٌ قَطُّ بِدَعْوَةٍ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يَرُدَّ أَيْدِيَهُمْ۔ (دارمی۔ رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ) یعنی جب کم از کم تین شخص ہیئت اجتماعی سے دعا کریں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور قبول کرتا ہے۔

صاحب ہدایہ نے کتاب الحج میں لکھا ہے۔ کہ وَالْإِجَابَةُ فِي الْجَمْعِ أَرْجَىٰ۔ (اجتماعی حالت میں اجابت دعا کی زیادہ امید ہوتی ہے۔)

<u>ایک اشکال اور اس کا جواب</u> یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ بعض صحابہؓ سے ہیئت اجتماعی سے ذکر کرنے پر انکار روایت کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ اثر دیگر احادیث مرفوعہ سے معارض ہے۔ جن میں سے بعض اوپر گذر چکے اور بعض کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف کی روایت ہے۔ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ عَلَىٰ حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا أَجْلَسَكُمْ هٰهُنَا قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ۔ (وفی آخرہ) أَتَانِي جِبْرَئِيلُ علیہ السلام فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ۔ (پیغمبر علیہ السلام ایک حلقہ پر گذرے۔ تو ان سے پوچھا۔ کہ کس چیز نے تم کو یہاں بٹھا رکھا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ ہم ذکر کے لئے بیٹھے ہیں۔ (اس حدیث کے آخر میں ہے۔) کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرشتوں میں فخر کرتا ہے۔ اور جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے۔ إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا قَالُوا وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ (جب تم کبھی جنت کے باغات سے گذرنے لگو۔ تو ان میں سے کچھ کھا لیا کرو۔ صحابہؓ نے سوال کیا کہ جنت کے باغات سے مراد کیا ہے۔ تو فرمایا۔ کہ ذکر کے حلقے) پس اس تعارض کی وجہ سے احادیث مرفوعہ کو ترجیح دی جائے گی۔ اور اس اثر کو جہر مفرط وغیرہ عوارض پر محمول کیا جائے گا۔

۱۰۔ یہ کہ آمین کہے۔ جیسا کہ ابو داؤد شریف میں ہے۔ کہ إِنْ خَتَمَ بِآمِينَ فَقَدْ أَوْجَبَ (اگر اس دعا کرنے والے نے اپنی دعا کو آمین پر ختم کیا۔ تو اس نے اپنی دعا کو واجب الاجابت کیا۔

۱۱۔ یہ کہ دعا کے بعد ہاتھ منہ پر پھیرے۔ قال علیہ السلام فَإِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوا بِهَا

وُجُوْهَكُمْ (ابوداؤد شریف) جب تم دعا سے فارغ ہو جاؤ۔ تو ہتھیلیوں سے منہ کو مسح کرو۔

۱۲۔ یہ کہ حرام خوری سے بچے۔ جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں تصریح ہے۔

اوقاتِ مقبولیت | دعا کے قبول ہونے کے لئے بہت سے اوقات ہیں۔ ان میں سے بعض یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ اذان کے وقت۔ ۲۔ جنگ کے وقت۔ ۳۔ بارش کے وقت۔ قال علیہ السلام ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِيْنَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَفِيْ رِوَايَةٍ وَتَحْتَ الْمَطَرِ۔ (ابوداؤد شریف) ترجمہ: دو دعا رد نہیں ہوتے ہیں۔ ایک اذان کے وقت۔ اور دوسری جنگ کے وقت جس وقت ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں۔

اور ایک روایت میں بارش کا وقت آیا ہے۔

۴۔ رات کے آخری حصہ میں۔

۵۔ فرائض کے بعد۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں تصریح ہے۔ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَيُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرُ الصَّلٰوتِ الْمَكْتُوْبَاتِ۔ (پوچھا گیا یا رسول اللہ علیہ السلام کونسی دعا جلدی سے قبول ہوتی ہے۔ فرمایا رات کے آخری حصہ میں اور فرائض کے بعد۔)

لفظ دُبُر کی تشریح | واضح رہے کہ دبر المکتوبات کا اطلاق جس طرح قبل السلام پر ہوتا ہے۔ اسی طرح بعد السلام پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف میں ہے۔ مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ ثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَسْبِيْحَةً وَّثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَحْمِيْدَةً وَّاَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَكْبِيْرَةً۔ نیز دبر المکتوبات کا یہ مطلب نہیں کہ فرائض کے ساتھ متصل بلا حائل کیا جائے۔

ا۔ کیونکہ دبر ضد ہے قبل کا۔ پس جو ذکر وغیرہ فرائض پر مقدم نہ ہوں۔ تو وہ دبر ہوں گے۔

ب۔ نیز پیغمبر علیہ السلام نے تسبیحات کے متعلق لفظ دبر کا اطلاق کیا ہے۔ (جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ذکر کیا گیا۔ تو اگر یہ لفظ اتصال کا مقتضی ہو جائے۔ تو دعا اور تسبیحات کے درمیان جمع خلاف سنت ہوگا۔ کیونکہ دونوں کا یک وقت ادا کرنا ناممکن ہے۔ تو اگر پہلے تسبیحات پڑھی جائیں۔ تو دعا دبر المکتوبات نہ ہوگی۔ اور اگر پہلے دعا کی جائے۔ تو تسبیحات دبر المکتوبات نہ ہوں گی۔ حالانکہ ان میں کوئی بھی خلاف سنت نہیں ہے۔ اور اگر دعا کے بعد تسبیحات پڑھی جائیں۔ تو دعا سے فصل غیر معتد بہ ہوگا۔ (لانہ من السنن)

تو اسی طرح جب صلوٰۃ راتبہ کے بعد دعا کی جائے۔ تو یہ فصل غیر معتد بہ ہوگا۔ (لانھا من السنن ایضاً) بلکہ صلوٰۃ راتبہ یعنی سنت مؤکدہ سے فصل بہ طریق اولیٰ غیر معتد بہ ہوگا۔ کیونکہ سنت مؤکدہ کا مکملات ہونے کی وجہ سے فرائض کے ساتھ اتصال اشد ہے، بخلاف تسبیحات کے، کیونکہ یہ قیامت کے دن فرائض کے قائم مقام نہیں ہو سکتے ہیں۔

ج۔ نیز فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ جو ذکر وغیرہ سنن مؤکدہ کے بعد کی جائے تو وہ دبر المکتوبات میں شمار ہوگا۔ جیسا کہ علامہ شامیؒ نے رد المختار میں ذکر کیا ہے۔ وَاَمَّا مَا وَرَدَ مِنَ الْاَحَادِیْثِ فِی الْاَذْکَارِ عَقِیْبَ الصَّلٰوۃِ فَلَا دِلَالَۃَ فِیْھَا عَلَی الْاِتْیَانِ قَبْلَ السُّنَّۃِ بَلْ یُحْمَلُ عَلَی الْاِتْیَانِ بِھَا بَعْدَھَا لِاَنَّ السُّنَّۃَ مِنْ لَوَاحِقِ الْفَرِیْضَۃِ وَتَوَابِعِھَا فَلَمْ تَکُنْ اَجْنَبِیَّۃً عَنْھَا فَمَا یُفْعَلُ بَعْدَھَا یُطْلَقُ عَلَیْہِ اَنَّہٗ عَقِیْبَ الْفَرَائِضِ۔ انتھٰی (ص ۴۹۴-ج ۱)

اور جیسا کہ ابن الہمام نے فتح القدیر میں نقل کیا ہے۔ وما ورد انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول دبر کل صلوٰۃ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ۔ (الیٰ ان قال) لا یقتضی وصل ھٰذہ الاذکار بل کونھا عقیب السنۃ من غیر اشتغال بما لیس من توابع الصلوٰۃ یصح کونھا دبرھا (انتھٰی) (فتح القدیر ص ۳۱۳ - ج ۱)

خیر القرون میں دعا مخصوص معمول نہ تھا — علماء پر مخفی نہیں کہ خیر القرون میں ہیئت مروجہ سے (کہ امام اور قوم ہاتھ اٹھائیں) دعا کرنا معمول نہ تھا نہ فرائض کے بعد اور نہ سنن مؤکدہ کے بعد۔ نہ اللھم انت السلام پڑھنے کے وقت اور نہ دیگر ذکر و دعا کرنے کے وقت۔ ومن ادعی فعلیہ الدلیل ولن یاتوا بہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ (جو کوئی ایسا دعویٰ کرے۔ تو اس کو دلیل لانا لازمی ہے۔ اور ہرگز دلیل اس کے پاس نہیں ہے۔ اگرچہ بعض دوسرے بعض کی مدد بھی کرے) لہٰذا ہیئت مخصوصہ کے ساتھ دعا کرنا بدعت لغوی ہوگا۔ خواہ فرائض کے بعد ہو یا سنن مؤکدہ کے بعد ہو۔ البتہ بعض دیگر مقامات میں ہیئت اجتماعی سے دعا کرنا ثابت ہے۔ مثلاً دوران خطبۂ جمعہ میں بارش کے لئے دعا کرنے کے وقت۔

جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَدَیْہِ وَیَدْعُوْ وَرَفَعَ النَّاسُ اَیْدِیَھُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ علیہ السلام یَدْعُوْنَ۔ ترجمہ: پس رسول علیہ السلام نے ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی۔ اور رسول اللہ کے ساتھ اصحابؓ نے بھی ہاتھ اٹھائے جو کہ دعا مانگتے تھے ——— نیز انفرادی طور سے دعا کرنا ثابت ہے۔ خواہ رو بہ قبلہ ہو۔ جیسا کہ حاکم کی

حدیث میں ہے۔ کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ رَفَعَ یَدَیْہِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَھُوَ مُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَۃِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ۔ (الحدیث) یا روبہ قوم ہو۔ جیساکہ ابن شیبہ نے روایت کی ہے کہ: قَالَ اَبُوالْاَسْوَدِ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ الْفَجْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ اِنْحَرَفَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَدَعَا (انتھی) (ابوالاسود فرماتے ہیں کہ میں نے۔ ترجمہ (فجر کی نماز رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھ پڑھی۔ جب رسول علیہ السلام نے سلام پھیر لیا۔ تو قوم کیطرف متوجہ ہوئے۔ اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی) لیکن فرائض یا رواتب کے بعد دعا کا معمول ہونا ثابت نہیں ہے۔

حدیث قولی سے دونوں کا جواز ثابت ہے۔ | البتہ حدیث قولی سے جس کو امام ترمذیؒ نے روایت کی ہے۔ دونوں کا جواز ثابت ہے۔ کیونکہ تحقیق سابق کی بناء پر دبر المکتوبات دونوں پر صادق ہے۔ یعنی فرائض کے متصل ہو یا رواتب کے متصل ہو۔ اور دیگر روایات سے ہاتھ اٹھانا اور جماعت سے ہونا وغیرہ آداب ثابت ہیں۔ واذا ثبت الشیٔ ثبت باٰدابہٖ۔ (جب کوئی شے ثابت ہوجاتی ہے۔ تو تمام آداب کے ساتھ ثابت ہوجاتی ہے۔) کی بناء پر تمام آداب کی رعایت کی جائیگی۔

آراء فقہاء کرامؒ | شرح شرعۃ الاسلام میں ہے۔ ویغتنم الدعاء بعد المکتوبۃ قبل السنۃ علی ما روی عن البقالی۔ (المعتزلی فی الاصول والحنفی فی الفروع) من انہ قال الافضل ان یشتغل بالدعاء ثم بالسّنۃ وبعد السنن والاوراد علی ما روی عن غیرہٖ وھو المشھور المعمول بہٖ فی زماننا لما فانہ مستجاب بالحدیث ھامش الکوکب الدّری۔ (ص ۲۹۱ ۔ ج ۲) قلتُ وقول البقالی ھو المروی عن جعفر بن محمد الصادق (اخرجہ الطبرانی)

خلاصہ یہ ہے کہ امام بقالی کے نزدیک جوکہ فروع میں حنفی ہے۔ اور اصول میں معتزلی ہے۔ فرائض کے ساتھ متصل دعا کرنا بہتر ہے۔ اور یہی مروی ہے۔ امام جعفر صادق سے۔ اور جمہور کے نزدیک معمول یہ ہے کہ سنن کے بعد دُعا کی جائے۔

آراء فقہاء محققینؒ | جمہور کے قول کو معتمد فقہاء نے مختار کیا ہے۔ جن میں علامہ شامیؒ اور ابن الہمامؒ کی آراء کا ذکر ہوچکا ہے۔ اور بعض کا ذکر ابھی کیا جاتا ہے۔ ان میں سے صاحب البحر نے فرمایا ہے: لکن عندنا السنۃ مقدمۃ علی الدعاء الذی ھو عقب الفراغ۔ (یعنی احناف کے نزدیک سنّت کو دُعا پر مقدم کیا جائے گا۔) (ص ۳۰۴ ۔ ج ۱ البحر)

اور ان میں سے صاحب خلاصہ نے بھی فرمایا ہے۔ قال بعد الفریضۃ الاشتغال بالسنۃ اولیٰ من الاشتغال بالدعاء (خلاصہ ص ۹۵ ۔ ج ۱) (ترجمہ: یعنی سنت کے ساتھ مشغول ہونا بہتر

ہے۔ بہ نسبت دعا کے ساتھ مشغول ہونے کے) اور نور الایضاح میں ہے: ویستحب للامام بعد سلامہ ان یتحول لتطوع بعد الفرض وان یستقبل بعدہ الناس ویستغفرون اللہ۔ (الی ان قال) ثم یدعون لانفسھم وللمؤمنین رافعی ایدیھم ثم یمسحون بھا وجوھھم وافرہ مراقی الفلاح والطحطاوی۔ (یعنی امام کے لئے مستحب ہے۔ کہ سلام کے بعد سنت پڑھے۔ اور اس کے بعد قوم کی طرف متوجہ ہو کر امام اور قوم استغفار کریں۔ اور اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کریں۔)

اور اشباہ والنظائر میں ہے۔ کہ الاشتغال بالسنۃ عقیب الفرض افضل من الدعاء (اشباہ نظائر ص ۱۲۷-۱۲۸) یعنی پہلے سنت پڑھنا افضل ہے بہ نسبت دعا کے۔ اور جمہور کی رائے کو قسطلانی نے احناف کی طرف منسوب کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد الساری میں فرمایا ہے: وعند الحنفیۃ یکرہ لہ المکث قاعدا یشتغل بالدعاء لان القیام الی السنۃ بعد اداء الفریضۃ افضل من الدعاء والتسبیح والصلوۃ۔ (انتہی) پس ایسی واضح روایات کے باوجود دعا بعد السنت کو بدعت بولنے حنفی کی حنفیت سے تعجب ہے۔

التزام ما لا یلزم بدعت ہے | واضح رہے کہ التزام مالایلزم بدعت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر انکار فرمایا ہے۔ جو کہ احرام کی حالت میں اپنے گھروں کو پیچھے کی طرف سے آنا اپنے آپ پر لازمی واجب قرار دیا تھا۔ اور اسی طرح عبد اللہ بن مسعودؓ کا انکار اس شخص پر جو کہ اپنے اوپر دائیں جانب کو مڑنا واجب سمجھے۔

اور یہ التزام دو قسم کا ہے۔ ۱- حقیقی۔ وہ یہ کہ غیر لازم اور غیر واجب کو لازم اور واجب ہونے کا عقیدہ رکھے۔ جیسا کہ حدیث عبد اللہ بن مسعودؓ میں مذکور ہے۔ ۲- التزام حکمی اور وہ یہ کہ عقیدہ تو درست ہو۔ لیکن مخالفت کرنے والوں پر برا مانتا ہو۔ جیسا کہ آیت میں مذکور ہے۔

دوام اور التزام میں فرق | واضح رہے کہ دوام الگ چیز ہے۔ اور التزام الگ۔ کیونکہ غیر لازم اور غیر واجب کا التزام بدعت ہے۔ اور اس پر دوام مستحب ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خَیرُ العَمَلِ مَا دِیمَ عَلَیہِ۔ (بہتر عمل وہ ہے جس پر دوام کیا جائے۔) مثلاً تہجد پر دوام مستحب ہے۔ پس ہیئت اجتماعی کے ساتھ دعا کرنا فرائض کے بعد ہو یا رواتب کے بعد ہو، بدعت ہے۔ جبکہ بطور التزام ہو ـــ اور بلا التزام جائز ہے۔ البتہ افضلیت میں اختلاف ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا بیشک عوام کی اصلاح کے لئے اگر فرائض اور رواتب کے بعد بعض اوقات میں دعا ترک کی جائے تو بہتر ہوگا۔ وھذا المقام تفصیلی وفی ما ذکرت کفایۃ وھو حسبی ونعم الوکیل۔